Fikr-o-Nasar (Islamabad) 31:1 (1993)

محمد ہاشم کشمی کے بعض فارسی رسائل کی بازیافت

عارف نوشاہی

محمد ہاشم کشمی بدخشانی ثم برہانپوری (تقریباً ۱۰۰۰ - ۱۰۴۵ھ) (۱) کے حالات زندگی اور تصانیف کے تعارف پر اب تک لکھا جانے والا عالمانہ اور محققانہ مقالہ وہی ہے جو مخدومی ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ (۲) اس مقالے میں انہوں نے کشمی کی تصانیف زبدۃ المقامات، نسمات القدس اور دیوان اشعار فارسی کا قدرے تفصیلی ذکر کیا ہے اور تین دیگر کتب مخزونہ کتب خانہ مولانا محمد ابراہیم مجددی، کابل کی نشان دہی کی ہے مگر کابل میں جنگ اور افراتفری کے باعث اس خدشے کا اظہار بھی کیا ہے کہ "خدا جانے ان کتابوں اور تحریروں کا وجود اب ہے یا وہ سب نذر آتش ہو گئیں"۔ (۳)، اور یہ کہ " آپ کی دیگر تصانیف اب ناپید معلوم ہوتی ہیں"۔ (۴)

نومبر ۱۹۹۳ء میں راقم الحروف کو حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان محی الدین مجددی مدظلہ العالی کے ذاتی کتب خانہ واقع محلہ مرشد آباد پشاور میں چند مخطوطات دیکھنے کا موقع ملا (۵) جن میں کشمی کے آٹھ قلمی رسائل بھی شامل ہیں۔ چونکہ اس مجموعہ رسائل کے بعض مشمولات وہی ہیں جن کا ذکر ڈاکٹر صاحب موصوف نے کیا ہے اور پاکستان میں یہ مخطوطہ افغان کتب فروشوں ہی کے ذریعے پہنچا ہے (۶) لہٰذا راقم السطور اطمینان کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ یہ وہی نسخہ کابل ہے جو اب ایک مجددی خانقاہ سے دوسری مجددی خانقاہ میں محفوظ ہو گیا ہے۔

قلیل وقت میں رسائل کشمی کی ورق گردانی کے بعد جو معلوماتی یادداشت تیار ہو سکی وہ قارئین کی نذر ہے۔

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

مخطوطے کی کیفیت

تمام رسائل ایک ہی قلم سے عمدہ نستعلیق میں لکھے گئے ہیں۔ ہر رسالے کے شروع میں ایک مرصع لوح ہے، ہر صفحے پر جدولیں کشیدہ ہیں۔ تمام عنوانات سرخ روشنائی سے تحریر ہوئے ہیں۔ جلد مضبوط ہے۔ قدیم اوراق شماری کے مطابق اس کے پہلے ورق پر عدد ۶۲ موجود ہے، گویا اس مجموعے میں دیگر ۶۱ اوراق بھی تھے جو اس وقت موجود نہیں ہیں۔

مخطوطے کے مشمولات

۱۔ حلیہ رسول اللہ، ورق ۱ الف ۔ ۴ الف۔

آغاز: اللهم صل على محمد خير العالمين خلقا و خلقا و على آله و صحبه وسلم، امابعد این اوراقی چند کہ از بس لطافت غیرت ورد احمر است و ارقام مشک فام او رشک سنبل و ریحان تر متضمن است ذکر حلیہ نازنین سید اولین و آخرین را صلی اللہ علیہ و سلم۔

یہ رسالہ فارسی نثر میں ہے لیکن موضوع کی مناسبت سے مصنف نے بعض مقامات پر اشعار بھی پیش کیے ہیں۔ حلیۂ آنحضرت کے حسب ذیل موضوعات پر توصیفی مضامین ہیں: قامت، بدن، مو، جبین، رگ، چشمان، نظر، مژگان، بنی، رو، گونہ، جسم، عرق، دہان، دندان، لب، محاسن، گردن، دست، کف، سینہ، شکم، خط، مہر نبوت، ساق، پاشنہ۔

۲۔ طرق الوصول فی شریعۃ الرسول، ورق ۵ ب ۔ ۲۳ الف۔

آغاز: ہر حمد کہ بلسان سرو زبان سر از ہر کہ از ہر راہ صادر گردد ثابت است ہریگانہ را کہ نمود اشیای متکثرہ ظہورات متنوعہ صفات و شیونات وحدت اوست۔

یہ رسالہ ۱۰۴۲ھ میں تصنیف ہوا۔ اختتام پر قطعہ تاریخ تالیف لمولفہ عنوان کے تحت یہ قطعہ درج ہوا ہے:

این چل نہل سا لکیم گشت پناہ

باد این چہلم ماحی چہل سالہ گناہ

پر سند گراز تو سال این نقش بدیع

گو "حال سلاسل مجاذیب اللہ" = ۱۰۴۲ھ

مقدمے میں مصنف نے اپنا نام محمد الہاشم بن محمد القاسم النعمانی النقشبندی البدخشانی لکھا ہے (ورق ۵ ب)۔

اس رسالے میں مصنف نے چالیس سلاسل تصوف کا ذکر کیا ہے۔ جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہونا مستند ہے۔

سبب تصنیف : مصنف نے باعث تالیف یہ بتایا ہے: "این کمترین خادم درویشان آن دم کہ در نواحی بلاد ماوراء النہر وبلخ و بدخشان می بود از السنہ فقرای آنجائی جز چہار طریقہ نمی شنود ' نقشبندیہ و کبرویہ و جریہ و عشقیہ۔ چون بہ ہندوستان افتاد از زبان درویشان آن دیار چہاردہ سلسلہ بہ گوش ہوش رسید۔ اما چندانکہ استفسار اسامی واسناد آن طرق چہاردہ گانہ از مشائخ آن دیار نمود جز ہفت ہشت طریقہ سرانجامی نیافت ... بعد از تتبع بسیاری سلسلہ از متقدمین و متاخرین بہ نظر این کمترین در آمد... بعد از چند سال دیگر بہ بعضی کتب آخر عبور دست داد و دہ طریقہ دیگر بہ نظر این حقیر در آمد... آن ثلثین بہ اربعین تتمیم و تکمیل یافت... چون این مسکین نوید اطلاع این طرق کثیرہ را بہ سمع دوستان طریق رسانید ہریک در تعجب و شگفت رفتہ بہ شوق تمام التماس آن نمودند کہ باید اسامی واسناد این سلاسل چہل گانہ را بہ تحریر آری تا فوایدش عام گردد" (ورق ۶ الف ۔ ۶ ب)۔

"ترجمہ: یہ کمترین' درویشوں کا خادم جب ماوراء النہر اور بلخ اور بدخشان کے بلاد کے نواح میں تھا تو وہاں کے فقراء کی زبان سے صرف چار سلسلوں نقشبندیہ' کبرویہ' جریہ اور عشقیہ کے بارے میں سنتا تھا' جب ہندوستان آیا تو اس دیار کے درویشوں کی زبان سے چودہ سلسلوں کے بارے میں سنا۔ لیکن جب بھی وہاں کے مشائخ سے ان چودہ سلسلوں کے ناموں اور اسناد کے بارے میں

استفسار کیا تو سات آٹھ سلسلوں کے سوا کوئی بھی انتہاء پر نہیں پہنچتا تھا••• کافی تلاش کے بعد متقدمین اور متاخرین کے تیس سلسلے اس حقیر کے علم میں آئے••• کچھ سال بعد دیگر متاخر کتب کا مطالعہ کیا تو مزید دس سلسلے اس حقیر کی نظر میں آئے ••• اس طرح وہ تیس (سلسلے) چالیس (سلسلوں) میں مکمل ہوئے ••• جب اس مسکین نے ان متعدد سلسلوں کی خوشخبری دوستوں کو سنائی تو سب متعجب ہوئے اور پورے شوق سے درخواست کی کہ میں ان چالیس سلسلوں کے نام اور اسناد لکھوں تاکہ اس کا سب کو فائدہ پہنچے"۔

طریقۂ تصنیف: مصنف نے مذکورہ سلاسل کے بارے میں اپنی تحقیقات کا طریقہ یوں بتایا ہے: " نخست بہ شرح و تحقیق معنی سلسلہ وطریق پرداخت و بدین تقریب اثبات آن نمود کہ ہیچ یک از طرق مذکورہ از طریق مصطفویہ ••• بیرون نیست ••• و در ذیل این مقدمہ بیان علامت فضل ہر طریقہ را بر طریقۂ اخری ثبت نمودہ ' بعدازان اسامی ہرطریقہ و اسناد مشائخ آن را برنگاشت واگر طریقہ را ذکر نمود کہ اشتہارش کمتر بود بلادی را کہ آن طریقہ در آن بیشتر معمول است مذکور ساخت"• (ورق ٦ ب)•

ترجمہ: "پہلے سلسلے اور طریقے کے معنی کی تشریح و تحقیق کی ہے اور اس طرح یہ ثابت کیا ہے کہ مذکورہ طریقوں میں سے کوئی ایک بھی طریق مصطفویہ سے باہر نہیں ہے۔ اس مقدمے کے بعد ہر طریقے کی متاخر طریقے پر فضیلت کی علامت بیان کی ہے۔ اس کے بعد ہر طریقے کے نام اور مشائخ کی اسناد لکھی ہیں اور اگر کسی ایسے سلسلے کا ذکر ہوا ہے جس کی شہرت کم تھی تو اس علاقے کا ذکر کیا ہے جہاں وہ طریقہ زیادہ رائج ہے"۔

رسالہ گوہر نامی کی تصنیف کی خبر:

مصنف نے ضمناً اپنے ایک اور رسالے کی تصنیف کی خبر بھی دی ہے' وہ لکھتا ہے: "سلسلۂ موجودات چہ غیب وچہ شہادت بہ اربعین منتہی می گردد• چنانکہ ما تحقیق آن بتفصیل در رسالہ جدیدہ کہ مسمی بہ گوہر نامی در اسرار نام سید الانامی نمودہ ایم"۔ (ورق ٦ الف ـ ٦ ب)

ترجمہ: "سلسلۂ موجودات کیا غیب کیا شہادت سب چالیس پر منتہی ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے اس کی مفصل تحقیق اپنے نئے رسالے گوہر نامی در اسرار نام سید الانامی میں کی ہے"۔ مذکورہ رسالہ

کشمی کے زیر بحث مجموعہ رسائل میں شامل ہے اور اس کا تفصیلی ذکر آگے آئے گا۔

سلسلہ ہائے تصوف :

مصنف نے حسب ذیل ترتیب سے اڑتیس سلاسل تصوف کا ذکر کیا ہے۔ واحدیہ جسے زیدیہ بھی کہا جاتا ہے، جیبیہ، سفیانیہ یا ثوریہ، داودیہ، ہیریہ، معروفیہ، سریہ، مصنف نے ضمناً مسمات القدس کے مقالہ دوم کے مقصد سوم کی فصل دوم کا حوالہ دیا ہے (ورق ۱۳اب)، محاسبیہ یا حارثیہ، طیفوریہ، حکیمیہ، قصاریہ، سہلیہ، خرازیہ، نوریہ، جنیدیہ، خفیفیہ، سیاریہ یا عباسیہ، طوسیہ، گازرونیہ، جامیہ، چشتیہ، قادریہ، رفاعیہ، مدینیہ یا شعیبیہ، خالقیہ نقشبندیہ، کبرویہ، یسویہ، سہروردیہ، توحیدیہ، شاذلیہ، جلالیہ، فردوسیہ، خلوتیہ، عشقیہ، دھکریہ پوشیہ منسوب بہ شیخ سلیمان دھکرہ پوش، بخاریہ، مداریہ، عیدروسیہ۔

اس کے بعد مصنف نے مجہول الاسناد سلاسل کا ذکر کیا ہے جو یہ ہیں: قلندریہ منسوب بہ خواجہ قلندر بخاری، گلشنیہ، بیرامیہ، بیکتاشیہ، خطوریہ۔

آخر میں کشمی نے خواجہ محمد باقی کی سلاسل نقشبندیہ، قادریہ و چشتیہ سے اجازت کی اسناد پیش کی ہیں (۷)

۳۔ مسمات القدس من حدایق الانس، ورق ۲۴ب - ۴۰ب

مسمات کا زیر نظر نسخہ ناتمام ہے اور صرف مقدمے پر مشتمل ہے اور اس عبارت پر ختم ہو جاتا ہے: "مقالہ اولی در ذکر متاخرین این سلسلہ عالی شان غیر پیران حضرت ایشان واین مقالہ مشتمل است بر دو مقصد"۔ [برابر با مسمات القدس، نسخہ مدینہ، ورق ۲۷ب]۔

جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے اس کتاب کے بارے میں جو کچھ رقم فرمایا ہے احقر اس پر یہ اضافہ کرنا چاہے گا۔

الف: یہ کتاب دو مقالوں پر مبنی ہے۔ پہلے مقالے کا نام مسمات القدس ہے اور دوسرے

کا مقامات باقیہ احمدیہ مشہور بہ زبدہ المقامات ' یہ دو مقالے دو الگ الگ کتابیں ہیں مگر نسمات کے نسخہ اسلام آباد --- جس کا تعارف آگے آئے گا --- سے معلوم ہوتا ہے کہ کشمی نے ۱۰۳۹ھ میں دونوں مقالوں کو یکجا کر دیا تھا اور مقالہ اول کو مقالہ دوم سے مربوط بنانے کے لیے اس میں خواجہ محمد باقی کے مشائخ طریقت محمد زاہد وخشی ' درویش محمد اور مولانا خواجگی کے حالات کا اضافہ کر دیا۔ یہ اضافات نسمات القدس مقصد سوم کے طور پر دیکھے جاسکتے ہیں ۔ نسمات کا مقصد اول سعد الدین کاشغری (م ۸۶۰ھ) اور مقصد دوم خواجہ عبیداللہ احرار (م ۸۹۵ھ) کے ان مریدوں کے حالات پر مشتمل ہے جن کا ذکر رشحات عین الحیات میں نہیں ہوا یا رشحات کی تصنیف کے اوائل زمانہ میں مشہور نہیں تھے یا رشحات کی تصنیف کے بعد منظر عام پر آئے ہیں یا ان کے اوائل زمانہ کے حالات رشحات میں مذکور ہیں بقیہ حالات کشمی نے جمع کیے ہیں۔

ب :نسمات کے حسب ذیل مخطوطات معلوم ہیں: (۱)کتابخانہ گنج بخش' اسلام آباد ' شمارہ ۱۰۴۷' بقلم ملا حبیب اللہ پشاوری بتاریخ ۱۲۰۲ھ: (۲) کتابخانہ عارف حکمت' مدینہ منورہ' بقلم میرزا نعمت اللہ خوقندی بتاریخ ۱۲۴۸ھ' (۳) اکادمی علوم از بکستان تاشقند' شمارہ ۳۸۸ ' بتاریخ ۱۲۰۵ھ (۴) ایک نسخہ لینن گراڈ' روس میں بھی ہے مگر تفصیلات دستیاب نہیں ہیں (۸) ۔

ج: نسمات کا فارسی متن تاحال شائع نہیں ہوا مگر اس وقت احقر کی توجہ سے ایک پاکستانی طالب علم منیر جہان ملک صاحب دانشکدہ ادبیات و علوم انسانی دانشگاہ تہران سے فارسی ادب میں پی ایچ ڈی کی سند حاصل کرنے کے لیے اس کتاب کی تصحیح میں مصروف ہیں۔

د:نسمات کا اردو ترجمہ سید محبوب حسن واسطی صاحب نے کیا ہے' یہ نسخہ مدینہ پر مبنی ہے۔ اسے مکتبہ نعمانیہ' سیالکوٹ نے ۱۴۱۰ھ میں شائع کیا۔

۴۔ روئیداد تدوین مکتوبات امام ربانی' ورق ۴۱ الف ۔ ۴۴ الف

آغاز: سبحان اللہ و بحمدہ قلم زبان را کہ سری جز شکستگی ندارد و زبان قلم را کہ روی جز بہ سیاہی نمی آرد۔

کشمی نے حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات تین دفتروں میں مدون کیے تھے ۔ زیر بحث

رسالہ میں اس تدوین کی مختصر روئیداد' دفاتر کے تاریخی نام اور مکتوبات کی تعداد اور تیسرے دفتر کے تتمہ کے بارے میں بیان ہوا ہے۔

۵۔ مکتوبات کشمی' ورق ۴۵ ب ۔ ۵۹ ب

آغاز: نا دیدہ رخت عمری سودای تو ورزیدم

فارغ ز تو چون باشم اکنون کہ رخت دیدم

ان اوراق میں چھ خطوط حضرت مجدد کے نام اور تین خطوط ان کے خلیفہ اور کشمی کے مرشد میر محمد نعمان کے نام ہیں۔ حضرت مجدد کے نام چھٹا خط کشمی نے برہان پور سے لکھا ہے۔ میر محمد نعمان کے نام کشمی کے تیسرے خط میں کشمی نے بتایا ہے کہ "فقیر را رغبتی بہ تعلیم ذکر نبود باآنکہ حضرت قطبی رضی اللہ و آنحضرت سیدی مدظلہ بہ کرات بتاکید تمام این کمترین غلام را بہ این امر کردہ بودند اما بہ جہت دید نقصان خود بندہ درامتثال امر مقصر بود" (ورق ۵۵ الف)۔

ترجمہ : "فقیر کو تعلیم ذکر سے کوئی رغبت نہ تھی حالانکہ حضرت مجدد اور سیدی مرشد (میر محمد نعمان) نے کئی بار اس کمترین غلام کو اس امر کی تاکید کی تھی ' لیکن اس میں اپنا نقصان دیکھتے ہوئے تعمیل ارشاد میں کوتاہی ہوئی"۔

لیکن اس کے بعد ایک واقعہ لکھا ہے کہ کیسے اس (کشمی) نے لوگوں کو ذکر کی تعلیم دینا شروع کی اور ان لوگوں کی کیا کیفیت ہوتی تھی' کشمی سے ذکر کی تعلیم پانے والوں میں سپاہی' عورتیں اور مولانا یعقوب چرخی (م ۸۵۱ھ) کی اولاد سے ایک خواجہ زادہ بھی شامل تھا۔ کشمی نے قصداً ان لوگوں کے نام نہیں لکھے۔ یہ خط بہت اہم ہے۔

۶۔ احوال حضرت قاسم شیخ کرمنی' ورق ۶۰ ب ۔ ۶۶ الف

آغاز : الحمدللہ علی عبادہ الذین اصطفی ... استفسار احوال حضرت قاسم شیخ کرمنی قدس اللہ سرہ ازین منزوی زاویہ مسکینی نمودہ اند کہ انتساب ایشان (بہ) کہ بودہ و قضیہ انتقال ایشان باجمع کثیر از درویشان نزد تو چگونہ محقق گردیدہ مکرما تحقیق انتساب و احوال و اقوال شیخ بزرگوار باقضیہ عجیبہ

انتقال بدانچه از رسایل معتبره محبان این عزیز به این حقیر رسیده آن را در کتاب شمات القدس به سلک تحریر کشیده ہمان را بخصوصہ مرسل می داد مطالعہ نمایند۔

اس رسالے میں کشمی نے حضرت قاسم شیخ کرمینی کے وہی حالات نقل کیے ہیں جو وہ پہلے نسمات القدس میں لکھ چکا ہے۔

۷۔ قدر العالی فی اسرار خیر اللیالی، ورق ۶۶ ب ۔ ۸۵ ب

آغاز: اللهم ارزقنا به كل حرف من القرآن حلاوة ولكل كلمة كرامه ... ہزاران حمد بہ یک دم مرسمی ہزار و یک اسم را کہ فرستادہ برما کتابی را بہ یک حرفش ہزاران اسرار اندراست۔

یہ رسالہ ایک مقدمہ اور تین مقصد پر مشتمل ہے اور اس میں حسب ذیل سوالات کے جواب دیے گئے ہیں:

وجہ مناسبت نزول قرآن در لیلۃ القدر و سر مناسبت لیلۃ القدر و قرآن بہ شہر رمضان و سبب اختیار شب برای این سعادت بی غایت و موجب اختفای و استتار آن شب و کیفیت علامات و آثار آن چہ بود و باعث وقوع تراویح و اعتکاف درین شہر و تخصیص این شہر پر نور و سرور بہ صیام ازمیان شہور چہ باشد؟ (ورق ۶۷ ب ۔ ۶۸ الف)۔

ترجمہ: لیلۃ القدر میں نزول قرآن کی وجہ، رمضان میں لیلۃ القدر اور قرآن کی مناسبت کا راز، اس بے حد سعادت کے لیے لیلۃ القدر کو اختیار کرنے کا سبب، اس رات کو پردہ اخفا میں رکھنے کا موجب، اس رات کی علامتیں اور آثار کیا ہیں؟ اس مہینے میں تراویح اور اعتکاف کے وقوع کا سبب اور دیگر مہینوں میں سے روزوں کے لیے اس پرنور و سرور مہینے کو کیوں مخصوص کیا گیا؟"

۸۔ گوہر نامی در اسرار نام سید الانامی، ورق ۸۶ ب ۔ ۱۰۰ ب ۔

آغاز: اللهم صل و سلم على محمد اول الانبياء وجودا و نورا ... اما بعد چون اسم از مسمی سمت و نشان است و نام از نامور مبشر و نوید رسان۔

یہ رسالہ آنحضرت کے دو اسمائے مبارکہ احمد اور محمد کے حروف کی شرح پر مبنی ہے،

کشمی نے حسن دہلوی کی ایک رباعی اور اپنی دو رباعیات جن میں کنایہ کے طور پر احمد اور محمد مذکور ہوئے ہیں کو مد نظر رکھ کر یہ شرح لکھی ہے۔ کشمی لکھتا ہے: " از آنجاکہ

جلوہ ہای پردگی بس دلرباست

حرف عاشق یکسر رمز و اداست

بہ ایما و کنایہ زبان محبت رموز اسم مبارک آنحضرت کشودہ اند۔ از ان کنایات است این رباعی شاعر معنوی خواجہ حسن دہلوی رحمہ اللہ کہ بہ وجہ حسن ازان نام متبرک محمد خواستہ ' بیت:

یک میم تو چل صباح آدم را نور

وز حای تو ہشت خلد را مایہ حور

و آن میم دوم چہل ولی را دستور

وز دال تو چار رکن عالم معمور

وھم از انجملہ است این دو رباعی راقم کہ از اولی احمد و از ثانیہ محمد مراد داشتہ ••• رباعیہ اولی:

آمد الفت زوحدت ذات علم

حای تو نمود ہشت اوصاف قدم

وز میم تو گردید عیان چل عالم

وز دال تو آن چار کتب یافت رقم

رباعیہ ثانیہ

میم اول غلغلہ چلہء طور

حا قوت حاملان عرش دم صور

میم دوم فلنظتہ سال ظہور

دالش خلفای راشدین را دستور

چون این رباعیات علیہ بہ رموز حرفیہ وقوع یافتہ در دل محبت منزل چنان آمد کہ شرحی بر رباعی خواجہ حسن مرقوم گردد کہ مبین آن رموز باشد و معین آن کنوز و ضمناً بہ کشف رموز آن دو رباعی خویش اشارتی رود"۔ (ورق ۸۶ ب ۔ ۸۷ الف)۔

ترجمہ (باحذف اشعار): "چونکہ (شعرا نے) آنحضرت کا اسم مبارک رمزوکنایہ سے لیا ہے جیسا کہ خواجہ حسن دہلوی کی رباعی جس میں کنایہ کے طور پر محمد موجود ہے اور راقم السطور کی دو رباعیاں' پہلی رباعی میں احمد اور دوسری میں محمد مراد لیا گیا ہے' چونکہ یہ رباعیات حروف کے اسرار و رموز کے ساتھ کہی گئی ہیں میرے محبت آشیاں دل میں یہ بات آئی کہ خواجہ حسن کی رباعی پر شرح لکھی جائے جو ان رموز کو بیان کرے اور ان میں چھپے خزانوں کا تعین کرے اور ضمناً اپنی دو رباعیوں کے اسرار کھولنے کی طرف بھی اشارہ کیا جائے"۔

یہ رسالہ ۱۰۴۰ھ میں تصنیف ہوا لفظ "ختم" مادہ تاریخ تصنیف ہے ۔ کشمی نے یہ رسالہ ایک ایسے بزرگ کے لیے لکھا ہے جن کا سنہ ولادت ۱۰۲۴ھ ہے۔ مقدمے میں اس بزرگ کے لیے یہ تعریفی کلمات موجود ہیں: "این گرامی گوہر را تحفہ محفل جنت مماثل' بزرگ والا گہری' بلند اختری' عظیم انسانی' شگرف دودمانی' عالی فطرتی' رفیع منزلتی' نیک نہادی' پاک اعتقادی گردانید کہ ہمگی بہجت او محبت آن سرور و محبت خلفا و ذریت آن سرور است و تمامی نیت او تائید و ترویج سنت آن سرور اہل سنت است ۔ آنکہ ماہ تمام اسم آن ۰۰۰ (کرم خوردہ)۰۰۰ از عمای این اشعار آشکارا گردد:

نوری کہ بود نتیجہ ظل اللہ

ظلی کہ ہمہ بہ اصل می جوید راہ

گر پرسندت کدام دل روسوی حق

دارد ربجد ہر نفسی' گو دل شاد

مداللہ ظلہ العالی علی مفارق احباہ وا وصلہ الی غایہ ماتیمناہ۔ (ورق' ۸۷ الف۔ ۸۷ ب)
ترجمہ: " میں یہ قیمتی موتی اس کی خدمت میں تحفہ کے طور پر پیش کر رہا ہوں جس کی محفل جنت جیسی' جو بزرگ ' والاگہر' بلند اختر' عظیم انسان' عالی خاندان' عالی فطرت' بلند مرتبت' نیک نہاد' اور پاک اعتقاد ہے۔ اس کی تمام خوشی آنحضرتؐ کی محبت' اور ان کے خلفا اور آل کی محبت ہے۔ اس کی تمام تر نیت اہل سنت کے سرور کی سنت کی ترویج اور تائید ہے ۰۰۰ اس کا نام درج ذیل اشعار میں بہ طور معما موجود ہے۔ خدا ان کا سایہ ان کے احبا اور دوستوں پر قائم رکھے"۔

اور خاتمہ کتاب پر بزرگ موصوف کی ولادت کے تاریخی قطعے لکھے ہیں ۔ " درخاتمہ این نامہ کہ تاریخ ختم آن " ختم" است منظومہ کہ متضمن باشد تاریخ سال ولادت بزرگی را این گوہر نامی تحفہ محفل است ایراد نمودہ آید:

شاہ دین والی اقلیم معانی گویم

آفتاب فلک ملک ستانی گویم

آشکار است بہر انجمنی مدحت او

من درویش دعایش پنہانی گویم

گر ز من خضر نبی سال ظہورش پرسد

"ولی عہد اب اسکندر ثانی" گویم

۱۰۲۴

ہم خورشید زمانہ و ہم ظل ودود

جاوید چو خلد ظل جودت ممدود

دل فال ولادتت زفرقان بگشود

"ظل ممدود" اول صفحہ نمود

۱۰۲۴

(ورق ۱۰۰ الف ـ ۱۰۰ ب)

ترجمہ: "اس رسالے کے اختتام پر جس کی تاریخ اختتام لفظ "ختم" سے ظاہر ہے۔ ایک نظم لکھ رہا ہوں جس میں اس بزرگ کا سال ولادت دیا ہے جس کی خدمت میں یہ گوہر نامی تحفہ کے طور پر "پیش کیا گیا ہے" (اشعار)۔

کشمی نے صراحت کے ساتھ اس بزرگ کا نام نہیں لیا۔ راقم السطور کے خیال میں یہ حضرت مجدد کے سب سے چھوٹے صاحبزادے خواجہ محمد یحییٰ ملقب بہ شاہ جیو ہو سکتے ہیں جن کی ولادت ۱۰۲۴ھ میں ہوئی۔ پھر بھی کشمی کے معمائی اشعار قابل غور ہیں۔

صفحات الانوار من مقامات الاخیار کی تصنیف کا ارادہ

کشمی نے نسمات القدس اور طرق الوصول میں متعدد بار اس بات کا ذکر کیا ہے کہ وہ مشائخ کا ایک تذکرہ صفحات الانوار من مقامات الاخیار کے نام سے لکھیں گے۔ یہ اقتباسات ملاحظہ ہوں:

الف ـ "بعد از فراغ این تسوید احوال متاخرین دیگر سلاسل را بہ شیوہ اجمل و احسن بہ قانون نفحات الانس فراہم آورد و آن را بہ صفحات الانوار من مقامات الاخیار مسی گرداند"۔

ترجمہ: "اس کتاب کی تسوید کے بعد (ارادہ ہے کہ) دیگر سلسلوں کے متاخرین کے حالات مختصراً اور احسن طریقے سے نفحات الانس کی طرز پر یکجا کروں اور اس مجموعے کو صفحات الانوار من مقامات الاخیار کا نام دوں"۔

ب ـ "احوال بعضی احفاد امجاد حضرت مولوی کہ در نفحات ذکر نیافتہ در صفحات انشاء اللہ مرقوم گردد"

ترجمہ: " حضرت مولوی کے بعض احفاد امجاد جن کا تذکرہ نفحات (الانس) میں نہیں ہوا انشاء اللہ صفحات (الانوار) میں ہوگا"۔

ج ۔"امید و اریم کہ احوال او" [: شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری] بتفصیل ترازین با احوال پیران و بعضی مریدان او در صفحات الانوار رقم یابد"۔

ترجمہ : " ہمیں امید ہے کہ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری کے اس سے بھی تفصیلی مع ان کے پیروں اور بعض مریدوں کے حالات صفحات الانوار میں لکھے جائیں گے"۔

یہ بات تاحال پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ پائی کہ کشمی یہ مجوزہ کتاب لکھ پائے یا نہیں۔

حواشی

۱۔ کشمی کا سنہ ولادت راقم السطور نے کشمی کے اس بیان سے متعین کیا ہے :" درسال ہزار و ہژدہ کہ راحلہ زندگانی بہ مرحلہ ہژدہ سالگی رسیدہ بود فرخندہ نبی خواجہ پاک نفس (= بہاء الدین نقشبند) قدس سرہ بخوابم در آمد"۔ نسمات القدس ، ص ۱۲ ۔ کشمی کے سال ولادت کے سلسلے میں اس کا ایک دوسرا بیان بھی قابل غور ہے ۔ اس نے اپنا رسالہ طرق الوصول فی شریعۃ الرسول ۔ جس کا ذکر اسی مقالے میں ہوا ہے ۔ ۱۰۴۲ھ میں لکھا۔ اس موقع پر وہ کہتے ہیں:

این چل نہکل سا لکیم گشت پناہ

گویا ۱۰۴۲ھ میں وہ چالیس سال کے تھے اس اعتبار سے وہ ۱۰۰۲ھ میں پیدا ہوئے۔ راقم السطور نسمات القدس کے قول کو ترجیح دیتا ہے۔ کشمی کے سال وفات کے سلسلے میں اختلاف ہے۔ محمد صادق کشمیری نے طبقات شاہجہانی (طبع دہلی ، ۱۹۹۰ء ، ص ۲۶ طبقہ عاشرہ) میں ۱۰۴۱ھ لکھا ہے جو قطعاً غلط ہے۔ غلام مصطفیٰ خان صاحب نے دو مختلف باتیں لکھی ہیں۔ اول یہ کہ " ۱۰۴۳ھ تک خواجہ محمد ہاشم یقیناً زندہ تھے۔ اس کے بعد معلوم نہیں کب تک حیات تھے"۔ تحقیق، ص ۳۶ ، دوم یہ کہ "خواجہ محمد ہاشم --- ۱۱ رجب سنہ ۱۱۴۵ھ کو فوت ہوئے"۔ تحقیق، ص ۳۰۷ ۔ مگر اس سنہ وفات کے لیے انہوں نے اپنا ماخذ نہیں بتایا۔ ہم نے بھی ڈاکٹر صاحب کے تتبع میں ۱۰۴۵ھ ہی اختیار کیا ہے۔

۲۔ غلام مصطفیٰ خان، " خواجہ محمد ہاشم کشمی" ، تحقیق، شعبہ اردو ، سندھ یونیورسٹی، جام شورو، ۱۹۸۸ء ، شمارہ ۲ ، صفحات ۱۵ ۔ ۴۱ ۔ علاوہ از این پروفیسر محمد اسلم کا مقالہ " خواجہ محمد ہاشم کشمی" جو ان کے مجموعہ مقالات " تاریخی مقالات " طبع لاہور ، ۱۹۷۰ء میں شامل ہے۔

۳۔ تحقیق، ص ۳۰

۴۔ ایضاً، ص ۳۶

۵- اس کتب خانے میں اور اہم مخطوطات بھی نظر سے گذرے۔ مثلاً شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) کا قلمی مجموعہ موسوم بہ فتوحات المکیہ و الفیوضات المدنیہ' جس کے اکثر عربی رسائل شیخ نے ۱۰۳۱ھ میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بیٹھ کر کتابت کیے شرف الدین حسین خوارزمی کی تصنیف جادۃ العاشقین (تصنیف ۹۷۰ھ) کا مکمل قدیم خوش خط نسخہ۔ شیخ سعدالدین احمد انصاری کابلی (م تقریباً ۱۲۲۵ھ) کی فارسی کتاب معیار الکشوف کا ناقص الطرفین مگر نہایت خوشخط نسخہ۔ یہ کتاب حضرت مجدد الف ثانی کے کشفیات کے رد میں ہے۔

۶- افغانستان کی حالیہ خانہ جنگی کے دوران وہاں کے بہت سے سرکاری اور نجی کتب خانے برباد ہو گئے اور کتابیں ادھر ادھر بکھر گئیں ۔ مرحوم افغان شاعر استاد خلیل اللہ خلیلی (م ۱۹۸۷ء) کی زبان سے احقر نے کئی بار ان کے ذاتی کتب خانے کی تباہی کا حال سنا تھا' کتب خانہ مرشد آباد پشاور میں مختصر الحساب تصنیف سید احمد قندہاری کا وہ مخطوطہ دیکھ کر جس پر استاد خلیلی کے دستخط ثبت تھے' تباہی کا یہ غم تازہ ہو گیا۔

۷- طرق الوصول کے دو اور قلمی نسخے خانقاہ احمدیہ سعیدیہ' موسیٰ زئی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں محفوظ ہیں۔ احمد منزوی' فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان' اسلام آباد' ۱۹۹۰ء' ج ۱۱ ص ۱۰۹۳' اس فہرست میں سلاسل تصوف کے نام غلط چھپے ہیں۔

۸- نسخوں کی نشاندہی حسب ذیل فہارس مخطوطات یا کتابیات سے ہوئی ہے : منزوی' فہرست مشترک پاکستان' ج ۱۱' ص ۸۹۱ - ۸۹۲: عزیز اللہ عطاردی قوچانی' مخطوطات فارسی در مدینہ منورہ' [ایران]' ۱۳۴۶ ش' ص ۳۴: فہرست نسخہ ہای خطی اکادمی علوم ازبکستان' تاشقند' ج ۳' مسلسل شمارہ ۲۶۳۴: C.A. Storey, Persian Literature, London, 1935, vol. I, Part II, P.P. 989-90 راقم السطور کے پاس نسخہ اسلام آباد اور نسخہ مدینہ کے عکس موجود ہیں ۔ نسخہ مدینہ کا عکس مخدومی ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب کی وساطت سے حاصل ہوا جس کے لئے میں ان کا ممنون ہوں ۔

۹- نسمات القدس' نسخہ مدینہ' ص ۸ ۔

۱۰- طرق الوصول' نسخہ پشاور' ورق ۲۰ الف ۔

۱۱- ایضاً' ورق ۲۰ الف ۔ نیز اوراق ۱۸ ب' ۱۹ الف ۱۹ ب ۔

اظہار تشکر: راقم السطور حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان مدظلہ العالی کا بیحد ممنون ہے جنہوں نے پہلے رسائل کشمی کی موجودگی کی زبانی اطلاع دی اور پھر خود ہی احقر کے لیے اسے دیکھنے اور استفادہ کرنے کا موقع فراہم کیا۔